پروفیسر قاری تاج افسر*

احرف سبعہ اور اس کا مفہوم

قراءات قرآنیہ کے تناظر میں

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحابته ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين امابعد

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے تعارف اور اپنی صفات کے اظہار کیلئے کائنات کو تخلیق کیا تو اسکی رہنمائی کے اسباب بھی ساتھ ہی پیدا کر دیئے یہاں تک کہ خلافت ارضی کے لئے انسان کو نفسانیت اور روحانیت کے حسین امتزاج سے پیدا کر کے قدرت کاملہ کا اظہار بھی فرمادیا اور اس کی رہنمائی کیلئے ان ہی میں سے کامل ترین ہستیاں یعنی انبیاؑ کو منتخب فرمایا اور وحی کا سلسلہ جاری فرما کر ان کی تربیت کا خصوصی انتظام اپنے دست غیب سے کیا۔

سوا لاکھ انبیاؑ میں سے کچھ کو صحیفے ملے اور کچھ کو بڑی کتابیں ملیں لیکن ان تمام صحف اور کتب کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے دست قدرت میں رکھنے کی بجائے انسانوں کے حوالے کر دی۔ نتیجتاً جب انسانوں کی روحانیت پر نفسانیت کا غلبہ ہوتا تو ان خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لئے کتب سماویہ میں تحریف سے بھی گریز نہ کرتے اور اس طرح کلام الٰہی محرف اور مبدل کر دیا جاتا۔ شاید اس میں حکمت یہ کار فرما تھی کہ عقل انسانی اجتماعی طور پر ابھی ناقص تھی۔

پھر جب اجتماعی عقل انسانی اپنے عروج کو پہنچی تو امام الانبیاء ﷺ کی بعثت فرما کر ایسی کتاب کی نعمت سے نوازا جس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا اور خود لینے کا مفہوم قطعاً یہ نہیں کہ فرشتوں کے ذریعے حفاظت کی بلکہ انسانوں میں سے ہی اہل حق نے اس کا ذمہ قبول کیا اور کتاب ایسی جامع کہ قیامت تک آنے والی انسانیت اپنے ہر دور میں پیش آنے والے مسائل کا حل اور اجتماعی ترقی کا راز اس میں پا سکتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب تاریک رات کی طرح فتنے پیدا ہوں گے حضرت علیؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ اس سے کیسے

* استاذ القرأت و علوم القران کلیہ اصول الدین ، اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

بچا جا سکتا ہے؟ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا اللہ کی کتاب قرآن حکیم کے ذریعے سے کیونکہ اس میں پہلے لوگوں کے واقعات اور تجربات آئندہ آنے والے حالات کے متعلق پیشن گوئیاں اور زمانہ حال کے لوگوں کے لئے رہنمائی کے اسباب موجود ہیں یہ کتاب مقدس ایک حقیقت ہے جھوٹ اور لغو نہیں ہے جس نے غرور کی بنیاد پر اس کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ اس کی کمر توڑ دے گا اور جس نے اس کے علاوہ کہیں سے ہدایت تلاش کی تو اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کر دے گا اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ (۱)

اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کے ارشاد کی تصدیق انسانیت کی تاریخ نے کر دی۔ اپنی جگہ یہ موضوع خاصی طوالت رکھتا ہے جس کا یہ محل نہیں البتہ اس کے دو بڑے اور اہم ترین اعجاز جو ہر دور کے منکرین کو جھنجھوڑتے چلے آئے ہیں اور قیامت تک چیلنج کرتے رہیں گے ایک یہ کہ دنیا جتنی ترقیات بھی کر لے اور بلندی کی جن چوٹیوں تک پہنچ جائے قرآن کو وہ رہنما ہی پائیں گے ولو کرہ المشرکون۔

اور دوسرا یہ کہ کلام مقدس جتنی عرب کی لغات پر اترا ہے ان لغات میں بمع روایات اور طرق آج تک محفوظ ہے۔ اور قیامت تک یہ قرأت 'روایات اور طرق ایسے ہی محفوظ رہیں گے الا یہ کہ جو وجوہ حضور ﷺ کی حیات مطہرہ میں ہی منسوخ ہو چکی تھیں لیکن چونکہ حق کی تاریخ کے ساتھ ساتھ ہی باطل کی تاریخ بھی چلتی ہے تو غیر مسلموں نے اس کلام مجید میں شکوک و شبہات ڈالنے کی کوشش کی ہی 'اور قراءات مختلفہ کو اختلاف رسم و خط کا نتیجہ قرار دیا (۲) نہ کہ تواتر الی الرسول ﷺ کا' تو اپنوں نے بھی ان قراءات متواترہ پر اعتراضات کر کے ان کی تنقیص میں کوئی کسر نہ چھوڑی بلکہ بعض اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگوں سے یہ بات سننے میں آئی ہے کہ اختلاف قرأت قاریوں کی خوش الحانیوں کا نتیجہ ہے اور بس۔

ضروری ہوا اس موضوع کو اجاگر کر کے ان شبہات کا ازالہ کر دیا جائے تاکہ لیھلك من هلك عن بينة ويحيىٰ من حى عن بينة ہو جائے اس کے لئے اس تحریر کو چند مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلی بحث

قرأت متواترہ کے بارے میں احادیث اور ان کی اسنادی حیثیت :

۱۔ شیخین یعنی صحیح بخاری اور مسلم کی روایت ہے حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا میں مسلسل اس میں تخفیف کا مطالبہ کرتا رہا یہاں تک کہ سات احرف پر بات ختم ہو گئی (۳)

۲۔ شیخین ہی کی دوسری روایت حضرت عمرؓ سے ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزامؓ کو سورہ فرقان پڑھتے ہوئے سنا ان کی قرأت میری حضور ﷺ کی سکھائی ہوئی قرأت سے مختلف تھی تو میں نے ان کو پکڑنا چاہا

لیکن تھوڑی مہلت دی یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے میں نے انہیں چادر سے کھینچا اور حضور ﷺ کے پاس لے آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ یہ سورۃ الفرقان کی تلاوت کسی اور طرح سے کر رہا ہے جب کہ مجھے آپ نے دوسری طرح سے پڑھائی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑو کہ کچھ سنائے تو انہوں نے اسی طرح سنا دی پھر مجھ سے سنی میں نے اپنے انداز سے سنا دی حضور ﷺ نے دونوں کو فرمایا کہ قرآن اسی طرح نازل ہوا ہے پھر فرمایا کہ قرآن سات احرف پر نازل ہوا ہے جو تمہیں آسان لگے پڑھ لو۔ (۴)

۳۔　صحیح مسلم کی روایت کے راوی حضرت ابی ابن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا ایک شخص آیا اور نماز میں قرأت ایسی کرنے لگا جو مجھ کو ناگوار لگی پھر ایک اور شخص آیا اس نے پہلے سے بھی زیادہ اختلاف سے قرأت کی جب ہم نماز سے فارغ ہو چکے تو سب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے سارا واقعہ آپ ﷺ کو سنایا حضور ﷺ نے دونوں سے سنانے کا مطالبہ کیا اور سن کر دونوں کی تصحیح کر دی تو مجھے وہ شرمندگی ہوئی جو جاہلیت میں بھی کبھی نہیں ہوئی تھی حضور ﷺ نے جب مجھے اس حالت میں دیکھا تو اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا میرے پسینے نکل گئے اور میں گویا اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھ رہا ہوں۔ پھر فرمایا اے ابی! میری طرف یہ پیغام بھیجا گیا کہ میں قرآن کو ایک حرف پر پڑھوں تو میں نے دعا کی کہ میری امت کے ساتھ نرمی کی جائے تو مجھے دو حرف پر پڑھنے کی اجازت دے دی گئی پھر میں نے امت کے ساتھ نرمی کی درخواست کی تو مجھے سات حروف پر تلاوت کی اجازت دے دی گئی اور تینوں دفعہ مجھے ایک زائد دعا کا اختیار بھی مل گیا جس میں سے دو دفعہ میں نے اپنی امت کے لئے مغفرت کی دعا مانگی اور تیسری قیامت کے لئے محفوظ کر لی جس دن تمام لوگ انبیاؑ کرام یہاں تک کہ حضرت ابراہیم کے پاس بھی آئیں گے (۵)

۴۔　سنن الترمذی کی روایت حضرت ابی ابن کعبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات جبرائیل سے ہوئی تو آپ نے فرمایا اے جبرائیل! میں ان پڑھ امت کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور اس میں شیخ فانی بڑھیائیں اور چھوٹے بچے بھی ہیں۔ جبرائیلؑ نے فرمایا کہ انکو قرآن حکیم سات احرف میں پڑھنے کا حکم دیں۔ (۶)

علامہ سیوطیؒ نے ان احادیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ روایت صحابہ کرامؓ کی ایک بہت بڑی تعداد سے منقول ہے جن میں اکیس اجلاء صحابہؓ کے اسماء بھی ذکر کئے ہیں وہ یہ ہیں۔ ابی ابن کعبؓ انس بن مالکؓ، حذیفہ بن الیمانؓ، زید بن ارقمؓ، سمرۃ بن جندبؓ، سلمان بن صردؓ، ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ، عبدالرحمان بن عوفؓ، عثمان بن عفانؓ، عمر بن خطاب، عمرو بن ابی سلمہ، عمرو بن العاصؓ، معاذ بن جبلؓ، ہشام بن حکیمؓ، ابو بکرۃؓ، ابو جہیمؓ، ابو سعید الخدریؓ، ابو طلحہ الانصاریؓ، ابو ہریرۃؓ، ابو ایوب انصاریؓ (۷)

ڈاکٹر حسن ضیاء الدین نے ان پر مزید تین صحابہؓ کا اضافہ کیا ہے وہ زید بن ثابت، عبادہ بن الصامتؓ اور

ام ایوبؓ ہیں۔(۸)

اور محقق ابن الجزریؒ نے ابو عبید القاسم بن سلامؒ سے صراحتاً تواتر نقل کیا ہے۔(۹)

اور مسند ابی یعلی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ ممبر پر کھڑے ہوئے اور قسم دے کر لوگوں سے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے حضور ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قرآن کو سات احرف میں اتارا گیا ہے تمام کے تمام شافی و کافی ہیں؟ تو صحابہؓ کے مجمع سے اتنی بڑی جماعت کھڑی ہو گئی کہ جس کا شمار مشکل ہو گیا پھر امیر المومنین نے فرمایا میں بھی اس پر گواہ ہوں(۱۰)

فقیہ کبیر ملا علی قاری الہرویؒ نے ان احادیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ابو عبید القاسم بن سلامؒ کے تواتر کا دعویٰ الفاظ کے متواتر ہونے کا ہے ورنہ تواتر بالمعنی میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے(۱۱) گویا یہ روایت متواتر اللفظ والمعنی ہوئی جو انتہائی نادر ہے۔

مشہور یہودی مستشرق گولڈ زیہر کے حسد اور قرآن دشمنی کی انتہا یہ ہے کہ ان تمام حقائق سے نظر پھیرتے ہوئے ابو عبید القاسم بن سلام کی طرف اس حدیث کے ضعف کا قول منسوب کیا ہے(۱۲) فلعنة الله على الكاذبين۔

دوسری بحث

سبعہ احرف کا مفہوم اور اہل علم کا اس میں اختلاف

جب قرآن حکیم کا نزول سبعہ احرف پر ہونا باحادیث متواترہ ثابت ہو چکا تو پھر احرف سے کیا مراد ہے؟ اور موجودہ قرأت کی احرف سبعہ کے ساتھ کیا نسبت ہے؟

یہ ایک ایسا مشکل مسئلہ ہے جو سلفاً خلفاً مختلف فیہ چلا آرہا ہے اس لئے کہ حرف لفظ مشترک ہے جو حافہ' ناحیہ' وجہ طرف حد اور ٹکڑا کے معنی میں آتا ہے۔

چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اس بارے میں اہل علم کے چالیس اقوال نقل کئے ہیں(۱۳) تاہم ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن پر کوئی دلیل نہیں بلکہ کبھی تو وہ اس حدیث کے مضمون کے مخالف نظر آتے ہیں مثلاً

۱۔ یہ کہ سبعہ احرف سے مراد یہ سات اشیاء ہیں۔ مطلق' مقید' عام' خاص نص' موول ناسخ و منسوخ مجمل و مفسر' استثناء اور اس کی اقسام' اور یہ بعض اصولیین کا مذہب ہے۔

۲۔ یہ کہ اس سے مراد حذف وصلہ' تقدیم و تاخیر' قلب و استعارۃ' تکرار و کنایۃ' حقیقۃ و مجاز' مجمل و مفسر ظاہر اور غریب ہے اور یہ بعض اہل لغت کا مذہب ہے۔

۳۔ یہ کہ سبعہ احرف سے مراد تذکیر و تانیث 'شرط و جزا' تصریف و اعراب 'اقسام اور جواب اقسام جمع و تفریق 'تصغیر و تعظیم اور اختلاف ادوات جس سے معنی میں تبدیلی آرہی ہو یا نہیں۔ یہ بعض نحویوں کا مذہب ہے۔

۴۔ یہ کہ اس سے مراد معاملات کی سات اقسام ہیں اور وہ یہ ہیں زھد و قناعت 'حزم و خدمت 'سخاوت و استغناء مجاہدہ و مراقبہ 'خوف و رجاء صبر و شکر اور محبت و شوق یہ بعض صوفیاء کا مذہب ہے۔

۵۔ یہ کہ سبعہ احرف سے مراد وہ سات علوم ہیں جن پر قرآن حکیم مشتمل ہے اور وہ یہ ہیں

۱۔ علم الاثبات والایجاد جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ان فی خلق السموات والارض ...... (۱۴)

۲۔ علم التوحید والتنزیہ جیسے : قل ھوا للہ احد (۱۵)

۳۔ علم صفات الذات جیسے : وللہ العزۃ (۳۹) الملك القدوس (۱۶)

۴۔ علم صفات الفعل جیسے : ومن یغفر الذنوب الااللہ (۱۷) واقیموالصلوۃ (۱۸) لاتاکلوالربا (۱۹)

۵۔ علم صفات العفو والعذاب جیسے "نبئی عبادی انی انا الغفور الرحیم وان عذابی ھوالعذاب الالیم (۲۰)

۶۔ علم الحشر والحساب جیسے ان الساعۃ لاٰتیۃ (۲۱) اقرا کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا (۲۲)

۷۔ علم النبوات والامامات جیسے یایھا الذین امنوا طیعواللہ وأطیعوالرسول وأولی الامر منکم (۲۳) یہ اقوال چند وجوہات کی بنا پر صحیح معلوم نہیں ہوتے۔

اولاً : ان اقوال کے قائلین اپنے اقوال پر کوئی دلیل شرعی نہیں ذکر کرتے اور نہ کسی بحث علمی کی بنیاد پر یہ بات کہی گئی ہے بلکہ اس سے ہر طبقہ کے اپنے تخصص کی عکاسی ہوتی ہے کوئی نحوی ہے تو اس نے نحوی اصولوں کو بنیاد بنایا کوئی صوفی ہے تو اس نے اپنے تصوف کی روشنی میں توجیہ کردی ہے یہی معاملہ فقہا اور اصولیین کا بھی ہے۔

ثانیا : ان میں سے کوئی قول بھی دلالت حدیث کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا اس لئے کہ حدیث میں جو احرف سبعہ کو موضع بنایا گیا ہے اس کا تعلق قرأت اور کیفیات نطق کے ساتھ ہے اور اسی بنیاد پر حضرت عمرؓ کا اختلاف حضرت ہشام بن حکیمؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کا اختلاف دوسرے قاری کے ساتھ ہوا۔ جبکہ مذکورہ اقوال کا تعلق مفاہیم اور علمی استنباطات سے ہے۔

ثالثاً : سبعہ احرف کے یہ مفاہیم قرآن کے سبعہ احرف پر نازل ہونے کی حکمتوں کے ساتھ بھی مطابقت نہیں رکھتے اس لئے کہ وہ حکمت تسھیل اور تیسیر علی الامتہ تھی تاکہ تمام لوگ قرآن حکیم کی تلاوت

کر سکیں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طلب تسہیل امت کے لئے کی تھی جبکہ مذکورہ بالا مفاھیم اس کو اور زیادہ مشکل بنا رہے ہیں (۲۴)

رابعاً: ان آراء میں سے اکثر باہم متداخل بھی ہیں یا اتنے قریب ہیں کہ انکو مستقل رائے شمار نہیں کیا جا سکتا۔

بعض دوسرے قابل ذکر اقوال:

پہلا قول:

ابو جعفر بن سعدان النحوی (۲۵) کا ہے کہ سبعہ احرف والی حدیث ان مشکلات میں سے ہے جن کا معنی کوئی بھی نہیں معلوم کر سکتا۔ اس لئے کہ حرف کبھی حروف ھجاء کے ایک حرف پر بھی بولا جاتا ہے کبھی کسی پوری غزل یا قصیدے کو بھی حرف کہہ دیتے ہیں اور حرف جھۃ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ (۲۶) تو ایسے مشترک لفظ کے مفہوم کی تحدید انتہائی مشکل ہے یہی رائے علامہ سیوطیؒ کی بھی معلوم ہوتی ہے (۲۷)

لیکن یہ رائے کچھ زیادہ وجیہ معلوم نہیں ہوتی اسلئے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ اور حضرت ہشام بن حکیمؓ کے درمیان اور حضرت ابی بن کعبؓ اور جن نمازیوں سے ان کا قرأت میں اختلاف ہوا تھا انکے درمیان فیصلہ فرماتے ہوئے سب کی قرأت کو سن کر ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن حکیم سات احرف پر نازل ہوا ہے۔ تو اس بات سے اتنا اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ اسکا معنی گو کہ متعین کرنا مشکل ہے لیکن معنی احتمالی کی گنجائش موجود ہے۔

دوسرا یہ کہ اگر ان معانی پر غور کیا جائے تو لغوی اعتبار سے بھی سوائے ایک کے متعین نہیں کیا جا سکتا مثلاً اگر حرف بمعنی کلمہ (۲۸) لے لیا جائے تو یہ محال ہے اس لئے کہ قرآن سات کلمات سے مرکب تو نہیں ہے بلکہ ہزاروں کلمات پر مشتمل ہے۔

اگر حروف ھجاء میں سے حرف مراد لیا جائے تو یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ قرآن میں حرف سات حروف ھجاء ہی تو استعمال نہیں ہوئے بلکہ ۲۹ پورے حروف ھجاء استعمال ہوئے ہیں۔

اس سے حرف بمعنی جھۃ خود بخود متعین ہو جاتا ہے البتہ مفہوم اور مراد کا اختلاف رہ جاتا ہے جس کی تفصیل آرہی ہے۔ (۲۹)

دوسرا قول: امام قاضی عیاضؒ کا ہے ان کے ہاں سبعۃ احرف سے مراد آسانی اور سہولت ہے خاص عدد مراد نہیں ہے ان کی دلیل عرب کے استعمالات ہیں کہ وہ سبع بول کر کثرت مراد لیتے ہیں سبعون سے مراد عشرات اور سبع مائۃ سے مراد سینکڑے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں یہی مراد ہے۔

(الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ

مائة حبة) (۳۰)

اور اس رائے کی طرف محمد جمال الدین قاسمی مصری کا میلان بھی معلوم ہوتا ہے (۳۱)

لیکن یہ رائے بھی احادیث کے ساتھ مطابقت نہ رکھنے کی وجہ سے محل نظر ہے۔ کچھ یہ ہیں :

الف۔ حدیث ابی بن کعبؓ کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کے واسطہ سے سوال کیا کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی تو پھر حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور انہوں نے دو حرف پر پڑھنے کو کہا پھر تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا بعض روایات کے مطابق چوتھی مرتبہ حضرت جبرائیلؑ حکم لائے کہ آپ کی امت کو سبعۃ احرف پر پڑھنے کی اجازت ہے (۳۲)

اس بار بار سوال کرنے اور جبرائیلؑ کے جواب لانے سے حدیث کا سیاق ایک خاص عدد کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

ب۔ حدیث ابن عباسؓ جس میں یہ صراحت ہے کہ جبرائیلؑ نے حضورؐ کو ایک حرف پر قرآن پڑھایا تو آپ نے زیادہ کا مطالبہ کیا یہاں تک کہ سات احرف پر بات ختم ہو گئی (۳۳)

اس حدیث سے بھی سات کے عدد کی صراحت معلوم ہوتی ہے۔

نیز احادیث ابی ابکرۃؓ اور ابن مسعود سے بھی یہی مفہوم نکلتا ہے۔

تیسرا قول : خلیل بن احمد المتوفی ۱۷۰ھ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ سبعہ احرف سے مراد سبع قراءات ہیں گویا حرف بمعنی قرأت ہے۔

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس قول پر لازم آتا ہے کہ ہر کلمہ قرآنی سات دفعہ نازل ہوا ہو لیکن یہ محال ہے اس لئے کہ سات دفعہ مختلف انداز سے پڑھنا بہت کم حروف میں ثابت ہے لیکن اگر ان کے استدلال پر غور کیا جائے اور وہ حدیث عمرؓ سے ہے جس میں حضرت ھشام بن حکیم کے بارے میں فرماتے ہیں فقرأ القراءة التی سمعته یقرأ جبکہ یہی حضرت عمرؓ چند جملے پہلے یہ فرما چکے ہیں یقرأ علی حروف کثیرہ تو اس سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت عمرؓ کی مراد حرف سے قرأت ہے اور ابی بن کعبؓ کی حدیث بھی اس سے ملتی جلتی ہے۔ فرماتے ہیں فقرأ قرأة أنکرتها علیه اور چند جملے بعد اسی لفظ کو دھرایا اور فرمایا ان هذا قرأة سوی قرأة صاحبه جبکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اختلاف حروف میں تھا اس لئے یہ کہنا بجا ہوگا کہ یہ حضرات حرف سے مراد قرأت ہی لیتے ہیں اس کلام کے بعد یہی سمجھ میں آتا ہے کہ خلیل بن احمد کی مراد قرأة سے المقروء ہے اور مقروء وہی مختلف اوجہ لغات ہیں یہی جمہور کا مسلک ہے کہ احرف سے مراد اوجہ لغات ہیں اور اگر ان کی مراد کوئی اور ہے تو علی المعترض البیان۔

چوتھا قول: بعض کا خیال ہے کہ سبعہ احرف سے مراد احکام کی سات اصناف ہیں اور ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی وہ حدیث ہے جس میں انہوں نے حضور ﷺ سے نقل فرمایا ہے کہ پہلی کتب ایک دروازہ اور ایک ہی حرف پر نازل ہوتی تھیں جبکہ قرآن سات دروازوں اور سات احرف پر نازل ہوا ہے اور وہ زجر و امر' حلال و حرام محکم و متشابہ اور امثال ہیں (۳۴)

لیکن یہ رائے بھی مضبوط اشکالات کے سامنے کمزور پڑ جاتی ہے۔ چند یہ ہیں۔

۱۔ حدیث میں سبعہ احرف کا تعلق قرأۃ اور کیفیت نطق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا فاقروا ما تیسر منہ جبکہ مذکورہ بالا اشیاء کا تعلق احکام سے ہے الفاظ کی ادا سے نہیں ہے۔

۲۔ علامہ ابن عبدالبر نے اس حدیث کے ضعف پر اجماع نقل کیا ہے۔ اور امام بیہقی نے بھی اس کا انقطاع ثابت کیا ہے اس طرح کہ یہ حدیث ابو سلمہؓ بن عبدالرحمان حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کر رہے ہیں جبکہ ابو سلمہؓ کی ملاقات ابن مسعودؓ سے ثابت نہیں ہے۔ لہذا حجت نہ ہوئی (۳۵)

۳۔ اس رائے کے قائلین کو حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث سے استنباط میں غلطی لگی ہے اصل بات یہ ہے کہ ابن مسعودؓ نے دو چیزوں کا اجمالی ذکر ابتدا میں کیا ایک سبعہ ابواب اور دوسری سبعہ احرف۔ پھر تفصیل بیان کرتے وقت ایک کی تفصیل بیان کر دی اور وہ مذکورہ بالا اشیاء ہیں۔ امر' زجر' حلال و حرام محکم و متشابہ اور امثال۔ تو در حقیقت یہ تفصیل سبعہ ابواب کی ہے نہ کہ سبعہ احرف کی (۳۶) اس کی تفصیل کو ذکر نہیں کیا۔

پانچواں قول: سبعہ احرف سے مراد وجوہ لھجات ہیں جیسے ادغام و اظہار' تفخیم و ترقیق' امالہ و اشباع مد اور قصر' تشدید و تخفیف و تسہیل وغیرہ۔

لیکن یہ رائے بھی قابل اعتناء اس لئے نہیں ہے کہ یہ ساری چیزیں سبعہ احرف کی ایک وجہ میں آسکتی ہیں اور اس کو اختلاف لھجات کا نام دیا جاسکتا ہے اس لئے یہ ایک وجہ تو ہو سکتی ہے سات نہیں ہو سکتیں۔

آگے جو اقوال آرہے ہیں ان میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہے بلکہ ان کو ایک دوسرے کی تشریح قرار دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے ان میں سے

پہلا قول ابو حاتم السجستانی کا ہے جن کی رائے میں سبعۃ احرف سے مراد لغات عرب کی سات وجہیں ہیں۔

پہلی وجہ: ایک کلمے کے بدلے میں دوسرا کلمہ پڑھنا جیسے کالعھن المنفوش (۳۷) کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کالصوف المنفوش پڑھتے تھے اور قرأت متواترہ میں فتبینوا (۳۸) کو حمزہ و کسائی فتثبتوا (۳۹) پڑھتے ہیں۔

دوسری وجہ: ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا جیسے لغت دوس میں لام تعریف کو میم سے بدل کر

پڑھتے ہیں اس کی تائید حضرت ابو ھریرۃ کی روایت سے ہوتی ہے جس میں انہوں نے ایک قبیلے کی آمد اور حضور کے ساتھ اس کی گفتگو کا ذکر کیا انہوں نے کہا امن امبر امصیام فی امسفر تو جواب میں رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا لیس من امبرا امصیام فی امسفر جبکہ دوسرے اہل لغت اس کو امن البر الصیام فی السفر اور لیس من البر الصیام فی السفر پڑھتے ہیں (۴۰) اسطرح بنو ھذیل حتی حین کو عتی عین پڑھتے ہیں (۴۱) اور قرأت متواترہ میں حمزہ کسائی اور خلف تبلو کو تتلو پڑھتے ہیں (۴۲)

تیسری وجہ : تقدیم و تاخیر کر کے پڑھنا۔ چنانچہ اہل عرب کے ہاں عرضت الناقۃ علی الحوض اور عرضت الحوض علی الناقۃ یکساں معنی میں مستعمل ہیں' اور قرأت متواترہ میں فیقتلون مضارع معلوم اور ویقتلون مضارع مجہول جبکہ حمزہ و کسائی پہلے کو مجہول اور دوسرے کو معلوم پڑھتے ہیں (۴۳)

چوتھی وجہ : کسی کلمے یا حرف میں زیادتی یا نقصان کرنا جیسے فاصدق واکن من الصالحین (۴۴) کو ابو عمرو البصریؒ نے فاصدق واکون من الصالحین اسی طرح وقالو اتحذالله ولدا سجنه (۴۵) کو ابن عامر الشامیؒ بغیر واؤ کے قالوا تخذ الله پڑھتے ہیں (۴۶)

پانچویں وجہ : مبنی کی حرکات کا اختلاف جیسے الذین یبخلون ویا مرون الناس بالبخل (۴۷) باء کے ضمہ اور خاء کے سکون کے ساتھ عام قراء کی قرأت ہے اور حمزہ و کسائی بالبخل باء اور خاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے ہیں (۴۸)

چھٹی وجہ : اعراب کا اختلاف : جیسے بلحارث بن کعبؓ تثنیہ میں رفع' نصب' جر الف کے ساتھ ہی پڑھتے ہیں جبکہ باقی اہل لغت رفع الف کے ساتھ اور نصب و جر یائے لین کے ساتھ پڑھتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں جاء نی رجلان رایت رجلان مررت برجلان (۴۹) اور قرآن حکیم میں قالوا ان ھذین لساحران (۵۰) کو مکی بصری اور حفص کے علاوہ باقی قراء ان ھذان پڑھتے ہیں (۵۱)

ساتویں وجہ : اختلاف لہجات و اداء جیسے بعض اہل لغت امالہ کرتے تھے جبکہ دوسروں کے ہاں امالہ نہ تھا اسی طرح کچھ ادغام کر کے پڑھتے تھے اور بعض اظہار کرتے تھے۔

دوسرا قول : ابن قتیبہ اور الباقلانی کا قول بھی اس سے ملتا جلتا ہے ان کے نزدیک وہ اوجہ سبعہ یہ ہیں۔

پہلی وجہ : تقدیم و تاخیر کا اختلاف اس کا ذکر سجستانی کی رائے میں گزر چکا ہے۔

دوسری وجہ : زیادتی اور نقصان کا اختلاف۔ اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔

تیسری وجہ : ایسا اختلاف جس کی بنا پر لفظ کی صورت رسمی اور معنی دونوں بدلتے ہوں جیسے وطلح منضود

(۵۲) اور طلع منضود بعض اہل لغت کے ہاں دونوں جدا چیزیں ہیں اور ان کے معانی میں اختلاف ہے یہ مثال انکی بن سکتی ہے البتہ جن کے نزدیک دونوں لفظ ہم معنی ہیں تو ان کے نزدیک یہ مثال نہیں بن سکتی۔

چوتھی وجہ : ایسا اختلاف جو معنی کی تبدیلی کا سبب بنتا ہو لیکن صورت دونوں قرأتوں کی ایک ہی ہو جیسے وانظر الی العظام کیف ننشزھا (۵۳) زای کے ساتھ جو موت کے بعد دوبارہ اٹھانے کے معنی میں مستعمل ہے جبکہ نافع، مکی بصری کے ہاں اس کو ننشرھا کے ساتھ پڑھا گیا ہے جس کے معنی پھیلا دینے کے ہیں۔

پانچویں وجہ : ایسا اختلاف جو کلمہ کی اصل و حقیقت میں ہو ظاہری لفظ اور معنی میں کوئی اختلاف نہ ہو جیسے ولا یاتل اولوا الفضل۔ افتعال سے اور ولا یاتل اولو الفضل (۵۴) تفعل سے۔

چھٹی وجہ : ایسا اختلاف جس میں ظاہری اختلاف ہو البتہ معنی نہ بدلتا ہو جیسے کالعھن المنفوش اور الصوف المنفوش (۵۵)

ساتویں وجہ : ایسا اختلاف جو اعراب اور بناء کا ہو جیسا ربنا باعد بین اسفارنا بصیغہ امر اور مکی بصری ہشام اس کو بعد بعصیغه ماضی پڑھتے ہیں (۵۶)

تیسرا قول : ابو الفضل عبدالرحمان بن احمد بن الحسن الرازی کا ہے۔ جن کے نزدیک بھی احرف سے مراد وجوہ تغیر ہیں جن میں اختلاف واقع ہوا ہے اور وہ اوجہ یہ ہیں۔

۱۔ اسماء کا اختلاف یعنی ایک قرأت والذین ھم لا ما ناتھم وعھد ھم راعون (۵۷) جبکہ ابن کثیر مکی لا مانتھم مفرد کے ساتھ پڑھتے ہیں (۵۸)

۲۔ افعال کا اختلاف جیسا فقالوا ربنا باعد بین اسفارنا (۵۹) ماضی اور امر کیساتھ پڑھا گیا ہے (۶۰)

۳۔ وجوہ اعراب کا اختلاف جیسا ولا یضار کاتب ولا شھید (۶۱) جمہور کے ہاں بفتح الرأ ہے اور امام حمزہ اس کو بضم الرأ پڑھتے ہیں (۶۲)

۴۔ زیادتی اور نقصان کا اختلاف جیسا واعد لھم جنت تجری تحتھا الانھار (۶۳) کو ابن کثیر مکی من کے اضافہ کے ساتھ پڑھتے ہیں (۶۴)

۵۔ تقدیم و تاخیر کا اختلاف جیسے وقاتلو وقتلوا (۶۵) کو حمزہ اور کسائی و قتلوو قاتلو پڑھتے ہیں (۶۶)

۶۔ ایک کلمے کی دوسرے کلمے کیساتھ تبدیلی کا اختلاف جیسے وانظر الی العظام کیف ننشرھا (۶۷) کو قراء سبعہ میں سے نافع مکی اور بصری ننشرھا۔ بالرء پڑھتے ہیں۔ (۶۸)

۷۔ مختلف لہجات کا اختلاف : جیسے امالہ اور عدم امالہ اسی طرح تفخیم و ترقیق ادغام اور اظہار کا اختلاف وغیرہ جیسا وھل اتاك حديث موسى (۶۹) میں اتاک اور موسیٰ کو حمزہ اور کسائی امالہ کبری اور ورش امالہ صغریٰ سے پڑھتے ہیں اسی طرح بصریؒ دوسرے میں تقلیل کرتے ہیں (۷۰)

چوتھا قول : خاتمہ المحققين امام محمد بن محمد الجزریؒ کا ہے جنہوں نے ۳۰ سال سے زائد عرصہ اس حدیث میں غور و خوض کے بعد یہ فرمایا کہ میں نے تمام قرأت صحیحہ 'شاذہ' ضعیفہ اور منکرہ کا تجزیہ کیا تو وہ اختلاف کی سات وجوہ سے باہر نہیں ہیں۔

پہلی وجہ : حرکات کا اختلاف جس کی بنیاد پر نہ صورت لفظ بدلتی ہے نہ معنی بدلتا ہے جیسے البخل بضم الباء وسکون الخاء اور البخل بالفتحتين (۷۱)

دوسری وجہ : حرکات کا اختلاف اس طرح ہو کہ اس میں تغیر معنی تو ہو لیکن صورت رسمیہ تبدیل نہ ہو جیسے فتلقى آدم 'ضمہ کے ساتھ۔ من ربه كلمات' منصوب بالجر۔ جو کہ جمہور قرأ سبعہ کی قرأۃ ہے جبکہ ابن کثیر مکی کے ہاں آدم منصوب بر مفعولیت اور کلمات مرفوع بر فاعلیت ہے (۷۲)

تیسری وجہ : حروف کا اختلاف جس کی بنیاد پر معنی تبدیل ہو لیکن صورت رسمیہ تبدیل نہ ہو جیسے تبلو اور تتلو سورۃ یونس کی آیت "هنالك تبلوكل نفس ماأسلفت " میں حمزہ و کسائی اس کو دو تاء سے پڑھتے ہیں جس کے معنی پیچھے آنے کے ہیں جبکہ باقی حضرات باء کے ساتھ پڑھتے ہیں جو امتحان کے معنی میں آتا ہے (۷۳)

چوتھی وجہ : وجہ بالا کا عکس یعنی حروف کا ایسا اختلاف جس میں صورت کلمہ تو تبدیل ہو لیکن معنی میں کوئی اختلاف نہ ہو بلکہ یکساں ہو جیسے "وزاد کم فی الخلق بصطة" میں خلادؒ کی ایک روایت نافع 'بزی 'ابن ذکوان 'شعبہ 'کسائی کے ہاں صاد کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ جبکہ خلاد کی دوسری روایت اور باقی قرأ سبعہ کے ہاں سین کے ساتھ پڑھا گیا ہے (۷۴)

پانچویں وجہ : حروف کا ایسا اختلاف جس میں صورت کلمہ اور معنی دونوں تبدیل ہو رہے ہیں جیسے فامضوا اور فاسعوا الى ذكر الله (۷۵)

چھٹی وجہ : تقدیم و تاخیر کا اختلاف۔ اس میں علامہ جزری اور ابو الفضل الرازیؒ دونوں کا اتفاق ہے۔

ساتویں وجہ : کمی اور زیادتی کا اختلاف۔ اس رائے میں بھی ہر دو حضرات کا اشتراک ہے۔

یہ وہ چار اقوال ہیں جو ایک دوسرے کے بالکل متقارب ہیں بلکہ بقول حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ہر ایک نے اپنے پیشرو کے قول کی وضاحت کی اور اس کی تنقیح کی ہے (۷۶) اور یہ بات چند دلائل کی بنیاد پر صحیح بھی ہے۔

پہلی دلیل : عہد کے اعتبار سے بھی یہ تمام حضرات یہی ترتیب رکھتے ہیں چنانچہ ابو حاتم سجستانی سب سے اقدم ہیں جس کی وفات ۲۵۵ھ میں ہے اور اس کے بعد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہؒ ہوئے ہیں جو ۲۷۶ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے بعد قاضی ابو بکر محمد بن الطیب الباقلانی ہوئے ہیں ۴۰۳ھ میں فوت ہوئے ہیں جبکہ ابو الفضل الرازی کی وفات ۴۵۰ھ اور امام المحققین محمد بن الجزری الدمشقی کی وفات ۸۳۳ھ میں ہے اور ابن قتیبہ کا شرف تلمذ بھی سجستانی سے ثابت ہے (۷۷)

دوسری دلیل : ان اقوال اربعہ میں بہت حد تک اشتراک اور یکسانیت پائی جاتی ہے زیادہ سے زیادہ یہی فرق سامنے آتا ہے کہ ابو حاتم سجستانی وجوہ اختلاف لغات سبعہ میں مانتے ہیں جبکہ ابن قتیبہ وجوہ اختلاف قرأت قرآنیہ میں مانتے ہیں اور ابو الفضل الرازی نے ابن قتیبہؒ کی اوجہ سبعہ کی تصدیق کرتے ہوئے اختلاف لھجات کا اضافہ کر دیا جو سجستانی کے قول میں نمایاں ہے اس طرح علامہ جزریؒ نے ابن قتیبہؒ کی مکمل موافقت کر دی ہے اور الباقلانی نے تو ابن قتیبہؒ کی ہی بات نقل کر دی ہے۔ تو یہ سب کچھ نزاع لفظی اور پہلے قول کی تصدیق ہی ہے۔

لیکن اس تمام ترعث کو قبول کر لینے کے بعد بھی یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ احرف سبعہ سے مراد کیا ہے ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان آئمہ عظام میں سے کسی نے بھی یہ دعوی نہیں کیا کہ یہ احرف سبعہ کی تفصیل ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک استنتاج عقلی ہوتا ہے اور ایک استنباط فقہی نصی ہوتا ہے یہ تمام اقوال استنتاج عقلی تو ہیں یعنی قرأت متواترہ میں غور کیا جائے تو کل یہی اوجہ سامنے آتی ہیں اور یہی تصریح امام ابن الجزریؒ کی بھی ہے کہ میں نے ۳۰ سال سے زیادہ عرصہ اس پر غور کیا تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی کہ قرأت کا اختلاف ان سات اوجہ سے باہر نہیں ہے اور یہ بات تو تمام کے نزدیک درجہ تسلیم تک پہنچ چکی ہے لیکن استنباط فقہی نصی کا مسئلہ ابھی تک باقی ہے کہ نص حدیث سے کیا مراد ہے ؟

اسی طرح حدیث بالا کی روشنی میں احرف سبعہ کے نزول کو تخفیف اور تیسر علی الامتہ قرار دیا گیا ہے تو ان مذکورہ بالا اوجہ کی تخفیف اور تیسیر کے ساتھ کیا مناسبت بنتی ہے ؟ مثلاً تقدیم و تاخیر کے اختلاف کا ایک اعرابی بدو کے ساتھ کیا واسطہ ؟ اسی طرح زیادتی و نقصان اور اختلاف اعراب یا اختلاف حروف جس میں تغیر معنی والصورۃ ہو یا نہ ہو ان تمام چیزوں کا تعلق تسہیل و تیسیر کے ساتھ کمزور ترین نظر آتا ہے۔

البتہ ایک قول اس بارے میں خاصا اقرب معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حرف سبعہ سے مراد لغات سبعہ ہیں اور یہ لغات اہل عرب کی افصح ترین ہیں چاہے وہ لغات سبعہ ایک کلمہ میں مکمل اتفاق رکھتی ہوں یا ان میں باہم اختلاف ہو اور وہ اختلاف دو وجہوں میں یا تین وجوہ میں یا چار یا اس سے زیادہ میں ہو۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی ایک کلمہ تمام لغات میں ایک ہی وضع اور کیفیت کا ہوتا ہے تو اس میں ایک ہی قراۃ ہو گی اور کبھی ایک لغت کے لوگ

کیفیت نطق میں اختلاف کر رہے ہوتے ہیں تو ایک لغت میں دو قرأتیں ہو جاتی ہیں۔

یہ قول جمہور اہل علم اور محققین فن کا ہے۔ ان میں مکی بن ابی طالب القیسیؒ (۷۸) ابو عبید القاسم بن سلام ابو حاتم السجستانیؒ امام طبریؒ ابو جعفر الطحاویؒ اور عصر حدیث کے ادب اور فن بلاغت کے امام مصطفیٰ صادق الرافعی کے اسماً قابل ذکر ہیں (۷۹)

البتہ اس قول پر دو اعتراض ہو سکتے ہیں لیکن دونوں اعتراض مضبوط دلائل کے سامنے کمزور ہیں۔

پہلا اعتراض : کہ اگر احرف سبعہ سے مراد لغات سبعہ ہیں تو پھر ہر کلمہ میں سات وجوہ قرأت ہونی چاہئیں جبکہ عملاً کم یا زیادہ ہوتی ہیں؟

اس کا جواب یہی ہے کہ کبھی مختلف لغات ایک کلمہ پر متفق ہو جاتی ہیں تو ان میں ایک ہی قراۃ ہو گی اور کبھی سات لغت میں دو وجہوں پر اختلاف ہوتا ہے تو ان میں دو ہی قرأتیں ہوں گی۔ لہذا یہ اعتراض مندفع ہوا

دوسرا اعتراض : اگر لغات کا اختلاف مراد ہے تو پھر حضرت عمر بن الخطابؓ حضرت ھشامؓ سے اختلاف کیوں کر رہے ہیں جبکہ دونوں کی لغت قریش کی لغت ہے؟ اور ایک لغت میں باہم مختلف ہونا اس قول کی تردید کرتا ہے

جواب : قرآن کریم کی تلاوت کا دارو مدار لغت پر نہیں رہا بلکہ اعتماد سماع پر ہے اسلئے حضورؐ نے جس کو جیسی لغت میں پڑھایا وہ اسی کا پابند ٹھہرا۔ اس پر مضبوط دلیل ابن مسعودؓ کی وہ روایت ہے جس میں فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کا ایک سورۃ میں قرأت کا اختلاف ہوا دونوں کا دعویٰ یہی تھا کہ مجھے حضورؐ نے اس طرح پڑھایا ہے جب حضورؐ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ویسے ہی پڑھو جیسے تمہیں پڑھایا گیا ہے (۸۰)

اور خود حضرت عمرؓ کا قول بھی اسی پر دال ہے جب انہوں نے حضرت ہشامؓ سے اختلاف کیا تو دونوں نے یہی کہا کہ **ھکذا اقرانیھا رسول اللہ** ﷺ اور حضورؐ کے سامنے بھی یہی جملہ دھرایا کہ یہ سورۃ الفرقان اس طریقے پر نہیں پڑھتے جس طرح آپ نے مجھے پڑھایا ہے تو ان میں سے کسی نے بھی اپنی لغت کی طرف نسبت نہیں کی کہ تیری قرأت لغت قریش کے خلاف ہے بلکہ نسبت سماع عن النبیؐ کی طرف ہے اس سے صراحت ہو گئی کہ اعتماد سماع عن النبیؐ پر ہے نہ کہ لغت پر تو یہ اعتراض بھی مندفع ہو جاتا ہے۔

پھر اعتماد سماع پر ہونے کی وجہ سے لغات کا اختلاط ہوا اور عرضہ اخیرہ سے پہلے ان لغات سبعہ کے وہ ابعاض جن کا تعلق تخفیف اور تیسیر کے ساتھ تھا وہ منسوخ ہو گئے اور باقی ابعاض السبعۃ آج تک موجود ہیں اور جب حضرت عثمانؓ نے باجماع صحابہؓ رسم المصحف کا التزام کیا تو وہ اوجہ جن کو رسم عثمانیؓ کا شمول نہ ہو سکا تو وہ شاذہ ٹھہریں اور اس پر اجماع صحابہ ثابت ہو چکا ہے اب ان قراءات کو تفسیر و فقہ اور نحو و ادب کے احکام میں استنباط کے طور پر تو لیا جاتا ہے لیکن قرآن سمجھ کر ان کی تلاوت غیر جائز ہے اس لئے کہ قرآن مکمل طور پر متواتر ہے۔

حواشی

۱۔ سنن الترمذی باب ماجاء فی فضل القرآن ۸ / ۲۱۸ط: اسلام آباد

۲۔ دیکھئے مذاہب التفسیر الاسلامی از گولڈ زیہر ص ۸۔۹

۳۔ صحیح بخاری باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف ۱۹ / ۲۷۔۲۸ و صحیح مسلم ۱ / ۲۷۳

۴۔ صحیح مسلم باب بیان ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف ۱ / ۲۷۲۔۲۷۳

۵۔ صحیح مسلم ۱ / ۲۷۲۔۲۷۳

۶۔ سنن الترمذی باب ماجاء ان القرآن انزل علی سبعہ احرف ۸ / ۲۱۸

۷۔ الاتقان فی علوم القرآن للامام جلال الدین السیوطی ۱ / ۴۵

۸۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو الاحرف السبعۃ و منزلۃ القرآت منہا للدکتور حسن ضیاء الدین ص ۱۰۸

۹۔ النشر فی القرآت العشر لابن الجزری ۱ / ۳۱ ۱۰۔ الاتقان للسیوطی ۱ / ۴۵

۱۱۔ المرقاۃ شرح المشکوۃ لملا علی قاری ۵ / ۱۶

۱۲۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو مذاہب التفسیر الاسلامی ص ۵۴

۱۳۔ تفصیل کے لئے الاتقان ۱ / ۴۵ ۱۴۔ سورۃ آل عمران آیت (۱۹۰)

۱۵۔ سورۃ الاخلاص آیت (۱) ۱۶۔ سورۃ المنافقون آیت (۸)

۱۷۔ سورۃ الجمعۃ آیت (۱) ۱۸۔ سورۃ النساء آیت (۳۶)

۱۹۔ سورۃ البقرۃ آیت (۴۳) ۲۰۔ سورۃ آل عمران آیت (۱۳۰)

۲۱۔ سورۃ الحج آیت (۴۹) ۲۲۔ سورۃ الغافر آیت (۴۹)

۲۳۔ سورۃ الاسراء آیت (۱۴) ۲۴۔ سورۃ النساء آیت (۵۹) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو البرہان ۱ / ۲۲۴ اور الاتقان ۱ / ۴۸

۲۵۔ چنانچہ حدیث مذکور میں کہا گیا ہے یا جبریل انی بیعثت الی امة امیین منهم العجوز والشیخ الکبیر والغلام والجارية والرجل الذی لم یقرأ کتاباقط قال یامحمد: ان القرآن انزل علی سبعة احرف

۲۶۔ ابو جعفر محمد بن سعدان النحوی مشہور قرائمیں سے ایک ہیں۔ قرآت میں پہلے امام حمزہ کے متبعین میں سے تھے پھر خود ایک قرآت کی نسبت کے ساتھ مشہور ہوئے ۲۱۳ میں وفات پائی انباہ الرواۃ ۳ / ۱۴۔

۲۷۔ البرہان فی علوم القرآن ۱ / ۲۱۳

۲۸۔ چنانچہ سنن نسائی کی شرح زہر الربیٰ ۱ / ۱۵۰ میں فرماتے ہیں:

ان ہذا القرآن انزل علی سبعة احرف فی المراد به اکثر من ثلاثین قولا حکیتها فی الاتقان والمختار عندی انه من المتشابه الذی لا یدری تاویله ط: القاہرہ

۲۹۔ کلمہ بمعنی قصیدہ اور غزل کے ہے اور یہ لغت عرب میں مستعمل ہے۔

۳۰۔ منہج الفرقان فی علوم القرآن للشیخ محمد علی سلامہ ص ۶۰

۳۱۔ سورۃ البقرہ آیت (۲۶۱) اور دیکھئے الاتقان ۱ / ۴۶)

۳۲۔ تفصیل کیلئے محاسن التاویل ۱/ ۲۸۷۔ چنانچہ علامہ سیوطی کی رائے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں والاظہر ماذکرنا من ارادۃ الکثرۃ من السبعۃ لا التحدید فیشمل ماذکرہ ابن قتیبہ وغیرہ۔

۳۳۔ اس حدیث کو امام مسلم 'نسائی' ابو داؤد اور امام احمد نے ذکر کیا ہے۔

۳۴۔ لفظ حدیث یہ ہے عن عبداللہ بن عباس ان رسول اللہ ﷺ قال أقرأنی جبریل علی حرف فراجعتہ فلم ازل استزیدہ فیز یدنی حتی انتھی الی سبعہ أحرف۔ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن ۱۹/ ۲۷-۲۸ و صحیح مسلم ۱/ ۲۷۳

۳۵۔ اس حدیث کی تخریج امام طبری نے اپنی تفسیر میں کی ہے۔ تفصیل کے لئے جامع البیان عن تاویل ای القرآن ۱/ ۶۷-۹۸ دیکھ لی جائے نیز الاتقان ۱/ ۴۸

۳۶۔ البرھان ۱/ ۲۱۶-۲۱۷ و فتح الباری ۹/ ۲۴ ۳۷۔ تفصیل کے لئے دیکھئے المعجم ۱/ ۲۵

۳۸۔ سورۃ القارعۃ آیت (۵) ۳۹۔ سورۃ النساء آیت (۹۴) اور سورۃ الحجرات آیت (۶)

۴۰۔ البدور الزاہرہ صفحہ ۸۱ اور ص ۲۹۹ پہلا بیان سے ہے جبکہ دوسرا ثبت سے۔ ہے

۴۱۔ کتاب المبانی ص (۲۲۱-۲۲۸) ۴۲۔ تاویل مشکل القرآن لابن قتیبہ ص ۳۸-۴۰

۴۳۔ البدور الزاہرہ ص ۱۴۲۔ ۴۴۔ سورۃ التوبہ آیت (۱۱۱) البدور الزاہرہ ص ۱۳۸

۴۵۔ سورۃ المنافقون آیت (۱۰) ۴۶۔ سورۃ البقرۃ آیت (۱۱۶)

۴۷۔ البدور الزاہرہ ص ۳۱۹ اور ص ۷۳ ۴۸۔ سورۃ النساء آیت (۷۳) سورۃ الحدید آیت (۲۴)

۴۹۔ البدور الزاہرہ ص ۷۷ اور ص ۳۱۳ ۵۰۔ کتاب المبانی ص ۲۲۱ اور اس کے بعد کو دیکھ لیا جائے۔

۵۱۔ سورۃ طہ آیت (۶۳) ۵۲۔ البدور الزاہرہ ص ۲۰۳

۵۳۔ سورۃ الواقعۃ آیت (۲۹) ۵۴۔ سورۃ البقرۃ آیت (۲۵۹)

۵۵۔ سورۃ النور آیت (۲۲) پہلا باب افتعال اور دوسرا تفعل سے ہے۔

۵۶۔ سورۃ سبا آیت (۱۹) ۵۷۔ البدور الزاہرہ (۲۵۹)

۵۸۔ سورۃ المومنون آیت (۸) ۵۹۔ البدور الزاہرہ ص ۲۱۵

۶۰۔ سورۃ سبا آیت (۱۹) ۶۱۔ البدور الزاہرہ : ۲۵۸

۶۲۔ سورۃ البقرہ آیت (۲۸۲) ۶۳۔ مناھل العرفان ۱/ ۱۴۹

۶۴۔ سورۃ التوبہ آیت (۱۰۰) ۶۵۔ غیث النفع ص ۲۳۹

۶۶۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۹۵ ۶۷۔ البدور الزاہرہ ص ۷۳

۶۸۔ سورۃ البقرہ آیت (۲۵۹) ۶۹۔ غیث النفع ص ۱۲۹

۷۰۔ سورۃ طہ آیت (۸) ۷۱۔ تفصیل کے لئے مناھل العرفان ۱/ ۱۳۸

۷۲۔ تفصیل کے لئے غیث النفع ص ۱۹۱ ۷۳۔ غیث النفع ص ۱۰۷

۷۴۔ غیث النفع ص ۲۴۰ ۷۵۔ غیث النفع ص ۲۲۵

۷۶۔ سورۃ الجمعہ آیت (۹) اب یہ قرأت متواترہ میں سے نہیں بلکہ شاذہ میں سے ہے اور یہ قرأت حضرت عمرؓ کی ہے۔

۷۷۔ تفصیل کے لئے النشر ۱/ ۲۶۔۲۷ کو دیکھ لیا جائے۔　۷۸۔ فتح الباری علی صحیح البخاری ۹/ ۲۵

۷۹۔ تفصیل کے لئے الاحرف السبعۃ منزلۃ القرأت منہا ۱۶۲ دیکھ لی جائے

۸۰۔ اس کے لئے الابانۃ عن معانی القرأت لمکی ص ۲۴ اور اس کے بعد کو دیکھ لیا جائے۔

کتابیات

۱۔	الابانۃ عن معانی القرأت	مکی بن ابی طالب القیسی	ط: القاہرہ
۲۔	الاتقان فی علوم القرآن	الامام السیوطی	ط: لاہور
۳۔	الاحرف السبعۃ و منزلۃ القرأت منہا	دکتور حسن ضیاء الدین عتر	ط: بیروت
۴۔	اعجاز القرآن الکریم والبلاغۃ النبویہ	مصطفیٰ صادق الرافعی	ط: القاہرہ
۵۔	انباہ الرواۃ علی انباء النحاۃ		ط: القاہرہ
۶۔	البدور الزاہرۃ	عبد الفتاح القاضی	ط: لاہور
۷۔	البرہان فی علوم القرآن	بدر الدین الزرکشی	ط: القاہرہ
۸۔	تاویل مشکل القرآن	ابن قتیبہ	ط: القاہرہ
۹۔	جامع البیان عن تاویل آی القرآن	ابن جریر الطبری	ط: بیروت
۱۰۔	الجامع الصحیح	الامام البخاری	ط: اسلام آباد
۱۱۔	الخصائص	ابن جنی	ط: القاہرہ
۱۲۔	دراسات فی علوم القرآن	دکتور محمد عبد المنعم	ط: القاہرہ
۱۳۔	زہر الربی شرح المجتبی	الامام السیوطی	ط: القاہرہ
۱۴۔	سنن ابی داؤد	السجستانی	ط: اسلام آباد
۱۵۔	سنن الترمذی	ابو عیسیٰ الترمذی	ط: اسلام آباد
۱۶۔	سنن النسائی	الامام النسائی	ط: اسلام آباد
۱۷۔	صحیح مسلم	الامام مسلم بن الحجاج	ط: اسلام آباد
۱۸۔	غیث النفع فی القرأت السبع	علی النوری السفاقسی	ط: القاہرہ
۱۹۔	فتح الباری علی صحیح البخاری۔	ابن حجر العسقلانی	ط: القاہرہ
۲۰۔	القرآن الحکیم		
۲۱۔	محاسن التاویل	جمال الدین القاسمی	ط: القاہرہ
۲۲۔	مذاہب التفسیر الاسلامی	گولڈ زیہر	ط: القاہرہ
۲۳۔	المرقاۃ شرح المشکوۃ	ملا علی قاری الہروی	ط: ملتان
۲۴۔	مسند الامام احمد بن حنبل		ط: بیروت
۲۵۔	مقدمہ کتاب المبانی		ط: بیروت
۲۶۔	مناہل العرفان فی علوم القرآن	محمد عبد العظیم الزرقانی	ط: القاہرہ
۲۷۔	منہج الفرقان فی علوم القرآن	محمد علی سلامۃ	ط: القاہرہ
۲۸۔	النشر فی القرأت العشر	محمد ابن الجزری	ط: القاہرہ

۵۰۰